Research Journal
Tahqeeqat

eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334

ریسرچ جرنل
تحقیقات

طاہرہ اقبال کے ناولوں میں پنجاب کے دیہاتی کلچر کی پیش کش (خصوصی مطالعہ: نیلی بار، گراں، ہڑپا)

Representation of Punjab's rural life in Tahira Iqbal's novels (A study of Neeli bar, Giraan and Harappa)

Andleeb Tahira
PhD Scholar, Department of Urdu,
Division of Islamic & Oriental Learning,
University of Education, Lower Mall Campus, Lahore

عندلیب طاہرہ
شعبہ اردو، ڈویژن آف اسلامک اینڈ اورئینٹل لرننگ،
یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور

Abstract

Dr. Tahira Iqbal is a famous name among women fiction writers of 21st century. Known for her deep and vivid portrayal of Punjabi culture and rural life. She beautifuly presents Punjabi culture and village life in her writings. Her novels highlight the traditions, social structure and daily lives of people in rural Punjab. Through her writings she talks about important issues like feudalism, patriarchy, folk traditions and the changing ways of village communities. Her work preserves Punjabi culture and raises questions about social and ecnomics challenges, especially for women.This article explore example how her novels Neeli Baar, Giraan, Harappa reflects the identity struggles and strength of rural Punjabi society, making her an important voice in regional literature. Tahira Iqbal's first novel Neeli Baar is published in 2017 by Dost Publishers, Islamabad. In this novel she has describes civilization and culture of Punjab. Giraan is the second novel of Tahira Iqbal.Her novel Giraan represent the Patwari culture deeply and show us the different faces of female characters. Harappa is the third novel of Tahira Iqbal, which published in 2022 by Book Corner Jhelum. In this novel she highlights the language, society and traditions of Harappa culture, this novel also cover the topic of feudal system in villages. Tahira Iqbal gaind special recognition in very short time due to her unique style of story telling. Her stories are representative of rular background and culture. She capture the struggles of rural people, their connection to land and the influence of historical and cultural heritage on their lives.

Keywords: *Tahira Iqbal, Urdu Novel, Punjabi Culture, Feudalism, Rural Life, Culture, Terditions, Society.*

کلیدی الفاظ: طاہرہ اقبال، اردو ناول، پنجابی تہذیب، جاگیر داری، دیہاتی زندگی، ثقافت، روایات، معاشرہ

طاہرہ اقبال اردو افسانوی نثر کا ایسا معتبر نام ہے جنہوں نے مختصر عرصہ میں ہی اپنی کہانیوں سے وہ شہرت اور کامیابی حاصل کی جو بہت کم تخلیق کاروں کے حصے میں آتی ہے۔ طاہرہ اقبال عہدِ حاضر کی ایسی باشعور اور حساس کہانی کار ہیں جنہوں نے پاکستانی کے شہری سماج کے ساتھ ساتھ دیہی سماج کو خصوصی طور پر اپنی کہانیوں کا موضوع بنایا اور ایسے بیدار شعور کے ساتھ کہ پنجاب کے دیہاتی کلچر کی حقیقی تصویر نکل کر ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ طاہرہ اقبال دیہاتی زندگی کے سماجی مسائل، یہاں کے لوگوں کی نفسیات کے بارے میں ہی نہیں جانتی بلکہ وہ دیہاتیوں کی عام بول چال اور ان کے مخصوص لب ولہجے کو اردو زبان کے ساتھ ڈھال کر ایک خوبصورت بیانیہ ترتیب دیتی ہیں۔ طاہرہ اقبال نے اپنی تخلیقات میں پنجاب کے دیہات اور ان علاقوں کے خاص ثقافتی رنگ کو پیش کیا ہے۔ وہ دیہی خطوں کی بدلتے خالص قدرتی رنگوں، ہواؤں میں گھلی چکنی مٹی کی خوشبو اور معاشی تبدیلیوں کا باریک بینی سے مطالعہ کرنے کے بعد اپنے ناولوں میں پیش کرتی ہیں۔

OPEN ACCESS
HEC
DRJI
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
اشاریہ اردو جرائد
EuroPub

ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں کہ طاہرہ اقبال کے ناولوں میں دیہات ایک جنگل کی حیثیت رکھتا ہے جس کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ جنگل کی تہ تک جاتی ہیں اور ایسے کردار تلاش کر کے لاتی ہیں جو معاشرے کے لیے زہر آلودہ فضا پیدا کر رہے ہیں۔ ایسے کردار جن کے اندر ایک تندور جلتا ہو جس میں وہ خود بھسم ہو رہے ہیں۔(1)

''نیلی بار" مصنفہ کا ایک کامیاب ناول ہے جو خاصا ضخیم ہے۔ دوست پبلیکشنز نے 2007ء میں اسلام آباد سے اس ناول کو شائع کیا۔ مستنصر حسین تارڑ اس ناول کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں کہ اگر اندور کے وہ سردار جی آج زندہ ہوتے تو طاہرہ اقبال کے ناول نیلی بار کو پڑھ کر بلونت اور بیدی تو کیا مجھے بھی یکسر بھول جاتے اور مصنفہ کے قدموں میں گر کر اس کو اپنا گرومان لیتے کہ نیلی بار بھی تو گرنتھ صاحب کی ہی ایک جادوئی تفسیر ہے۔(2)

طاہرہ اقبال کے ناول ''نیلی بار'' میں دیہی زندگی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ ناول دیہات کی پیشکش کے ساتھ ساتھ ہمارے عہد کی گھٹن، معاشی نا انصافیوں، طبقاتی کشمکش، سیاسی حالات کی خرابیاں اور جاگیردارانہ نظام کی خرابیوں کو بے نقاب کرتا ہے۔ اس ناول کے ذریعے اس علاقے کے سبھی رنگوں، موسموں، فصلوں، لوک گیتوں خصوصاً عورتوں کے زندگی گزرانے کے طریقے، آپسی دشمنیاں، روایتی کہانیاں اور رسم و رواج جو ہمیشہ سے یہاں کی زندگی کا حصہ رہے ہیں۔ ان کو بہت کامیابی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ناول نیلی بار دس ابواب پر مشتمل ہے۔ طاہرہ اقبال نے ناول میں جس زبان و بیان اور اسلوب کا استعمال کیا ہے خالص پنجابی معاشرت کی نمائندگی کرتا ہے۔

طاہرہ اقبال ناول ''نیلی بار'' میں گاؤں کی شادیوں اور ان میں ادا ہونے والی رسومات کو خوبصورت بیانیے میں پیش کرتی ہیں۔ پرانے وقتوں میں گاؤں کی برات اور براتیوں کا حال بیان کرتے ہوئے ہمیں وقت میں بہت پیچھے لے جاتی ہیں: جہاں وہ ایک برات کے ساتھ آنے والے دس اونٹوں کا ذکر کرتی ہیں۔ نیلے پیلے پراندے پہنے براتی اور دیسی مہندی کی خوشبو میں رنگے گھڑیال دھول میں آٹی ہوئی، ڈھول کی تھاپ اور شہنائیوں کی گونج میں برات ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں پہنچ جاتی اور گہرے گہرے رنگ لپٹے لڑکیاں سیٹیوں کے دہر میں بجھے گیتوں کے تیروں میں بس بارات کے استقبال کو بڑھ جاتیں۔(3)

دیہاتوں میں شادی بیاہ کے اس خوبصورت موقع پر گھروں کی خواتین مل کر ماہیے اور ٹپے بولتی ہیں جو پنجاب کے دیہاتی کلچر کی پہچان ہے۔ اس رسم کے بارے میں بھی طاہرہ اقبال نے اپنے ناول میں لکھا ہے۔

دیہاتوں میں جیٹھ ہاڑ کا موسم ہر طرح کی تفریحات کے لیے انتہائی پسندیدہ موسم ہوتا ہے۔ اگرچہ ان مہینوں میں گرمی اپنے زوروں پر ہوتی ہے لیکن نیلی بار کے لوگوں کے لیے یہی موسم تھا جو میلوں ٹھیلوں، کشتیوں، کبڈیوں اور شادی تک کے لیے منتخب کیا جاتا تھا۔ پرانے وقتوں میں پنجاب کے دیہی علاقوں میں شادی بیاہ کے موقع پر دلہن کی گھڑولی بھری جاتی تھی۔ اس رسم میں گاؤں کی سات سہاگنیں سات پانیوں سے ست رنگے روغن والی گھڑولی بھرتی تھیں اور اس سے دلہن کو نہلایا جاتا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ رسم اب پنجاب کے دیہاتوں سے ختم ہو چکی ہے لیکن طاہرہ اقبال نے اپنے ناول میں اس رسم کو ایک دفعہ پھر سے زندہ کر کے دکھایا ہے۔ دیہاتوں میں رہنے والی لڑکیاں بڑی سگھڑ ہوتی ہیں۔ گھریلو معاملات میں اُن کی دلچسپی دیکھنے لائق ہوتی ہے۔ وہ اپنے گھروں کی (جو اکثر کچے گھر ہوتے ہیں) سجاوٹ میں خاص دلچسپی لیتی ہیں:

"لڑکیاں کھجور کے پتے کچے لال ہریالے رنگوں میں رنگ کر چنگڑیں اور چھکو بناتی ہیں۔۔۔ سگریٹ کے پتوں سے سجاوٹی پھول بنا کر کچی دیواروں پر نیل ملا پوچا پھیر کر سجاتی ہیں۔ گوبر بھوسا ملا چکنی مٹی گوندھ گوندھ کوٹھے لیپتی اور صحن میں پکی تلن دیتی ہیں۔یعنی کچا مضبوط فرش بناتی ہیں۔"(4)

گزرے وقتوں میں دیہاتوں میں براتیوں کے استقبال کے لیے خصوصی انتظامات کیے جاتے تھے۔ کیونکہ ان دنوں سفر بہت لمبے ہوا کرتے تھے۔ سفر کے لیے جدید سہولیات نہیں ہوا کرتی تھیں اور لوگ بیل گاڑیوں کے ذریعے سفر کیا کرتے تھے۔اس لیے جب بارات کسی دور دراز کے گاؤں سے آتی تو دو چار دن کا قیام ہوتا۔ یہ بارات گاؤں کے ہر فرد کے گھر کے لیے خصوصی اہمیت رکھتی اور سب لوگ مل کر آؤ بھگت کرتے تھے۔ ناول میں طاہرہ اقبال نے دیہاتی تہذیب کو بہت باریکی سے بیان کیا ہے۔ اس ناول کے ذریعے ہمیں دیہاتی کلچر کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو کن مسائل کا سامنا رہتا ہے اور وہ کن سہولیات سے مستفید ہوتے ہیں،ان سب کی نشاندہی ناول میں جگہ جگہ ملتی ہے۔ خاص کر جاگیرداری نظام کو قریب سے دیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔

گراں:

طاہرہ اقبال اپنے ناول "نیلی بار" کی کامیابی کے بعد دوسرا ناول "گراں" 2019ء میں تحریر کیا۔ان کا ناول "گراں" پوٹھوہاری تہذیب کی عکاسی کرنے کے ساتھ ساتھ اس تہذیب میں ہونے والی ان تبدیلیوں کی بھی نمائندگی کرتا ہے جن کے باعث یہ تہذیب ٹوٹ پھوٹ اور زوال کا شکار ہوئی۔ ناول گراں میں نسائی کردار بہت مضبوط اور جاندار دکھائی دیتے ہیں۔ ان کرداروں کے بیانیے میں طاہرہ اقبال خاص توجہ دیتی ہیں۔ جس ایک سبب یہ بھی ہے کی پوٹھوہار کی عورتیں گھرداری کے علاوہ ہر طرح دیگر معاملات میں بھی بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ کھیت ہو یا گھریلوں معاملات وہ ہر جگہ فعال رکن کی حیثیت رکھتی ہیں۔ طاہرہ اقبال اپنے ناول "گراں" میں مکمل دیہاتی منظر کو پیش کیا ہے۔ پوٹھواری ثقافت و معاشرت کو دیہات کے پس منظر میں لپیٹ کر طاہرہ اقبال نے "گراں" میں کامیابی کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔

گاؤں میں صبح کا ایک منظر ملاحظہ ہو جو ان کی باریک بینی کی داد دیتا ہے۔ دیہی زندگی میں صبح کے کھانے کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ اس کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ دودھ مکھن، لسی، روٹیاں تازہ تازہ تیار کی جاتی ہیں۔ اس تیاری کا آغاز دن چڑھتے ہی ہو جاتا ہے۔ دیہاتوں میں چولہے جلانے کے لیے گوبر کے اُپلے استعمال ہوتے ہیں کیونکہ دیہاتوں میں شہروں جیسی گیس کی سہولت ابھی تک نہیں آئی۔ اس لیے دیہاتوں میں لکڑی کے بالن اور گوبر کے اوپلوں کا استعمال زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ گوبر کے اپلے گاؤں کے عورتیں اپنے ہاتھوں سے تیار کرتی ہیں۔ اسی طرح دیہات میں گھروں کے اندر دیسی مرغیاں اور بکریاں پالی جاتی ہیں۔ ان سے دیسی انڈے اور خالص دودھ حاصل کیا جاتا ہے۔ ان کی دیکھ بال گھر کے چھوٹے بچے بڑے شوق سے کرتے ہیں اور ان سے انہیں خاص انس اور محبت ہوتی ہے۔:نو دس برس کی زینب نے مرغیوں کا ڈربہ کھول دیا کٹر کٹر کرتی بھر بھڑاتی ہوئی مرغیاں زینب کے سر پر اڈاریاں مارنے لگی۔ نو عمر آصف نے بکریوں کے کوٹھے کی سرکی (سرکنڈوں کی بنی کھڑکی) ہٹا دی۔(5)

دیہاتوں میں عورتیں کھیت اور گھر دونوں کا کام بخوبی سنبھال لیتی ہیں۔ جس طرح شہروں میں عورتیں دفتروں میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ گھر بھی سنبھالتی ہیں۔ اسی طرح دیہات کی عورت بھی کھیتوں میں اپنے مرد کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ دیہات کی عورتیں زیادہ تر دستکاری میں مہارت رکھتی ہیں۔ جس کا اظہار وہ بخوبی کرتی رہتی ہیں۔ مثلاً اپنے ہاتھوں سے اپنے ہونے والے اور ہوچکے شوہروں کے لیے خالص اون کے سویٹر بننا بھی دیہی عورتوں کا ہی خاصہ ہے۔ وہ انہیں بڑے پیار اور محبت سے بناتی ہیں۔ طاہرہ اقبال نے ناول میں خواتین کے دیہی زندگی میں عملی کردار کو موثرانداز میں بیان کیا ہے۔

گاؤں کے لوگ اپنے مہمانوں کی بہت عزت کرتے ہیں۔ ان کی آؤ بھگت میں گھر کی عورتیں کوئی کسر نہیں چھوڑتیں۔ کھانے میں خصوصی انتظامات کیے جاتے ہیں۔ گاؤں کے کسی بھی گھر میں آنے والا مہمان گاؤں کا سانجھا مہمان ہوتا ہے۔ ان کا دکھ درد، غم وخوشی سب سانجھی ہوتی ہے۔ ناول میں نذر محمد کا کردار اس رویے کو پیش کرتا ہے: نذر محمد قحط سالی کے دنوں میں پورے گاؤں کا خیال رکھتا تھا۔ وہ گھر گھر جاکر اناج پہنچاتا۔ اس بات کا خیال رکھتا کہ کسی گھر میں اناج کی کمی نہ ہو۔ گاؤں کے بال بچے، مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور مال مویشی کھیت سب ایک دوسرے کے لیے برابر تھے۔(6)

دیہاتوں میں جب شادی کے لیے دن رکھے جاتے ہیں تو گراؤں کی کمی کمینیوں کو دور دراز میں بلاوا دینے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ دیہات کی اس رسم کے حوالے سے بھی طاہرہ اقبال نے لکھا ہے۔ پرانے وقتوں میں گاؤں میں خوشی کے موقعوں پر میٹھے پوڑے بنانے کا رواج ہوتا تھا۔ جو بچوں کے پسندیدہ ہوا کرتے تھے اور بزرگ خواتین بڑے چاؤ سے بناتی تھیں:

> ”تائی بختوں نے تیل کا بھرا کڑاھا چڑھایا اور میٹھے پوڑے تلنے لگی پوروں کی خوشبوں سبھی گھرانوں میں کھلر گئی۔ انگلیاں چوستے بچے اکٹھے ہوئے۔“(7)

گاؤں میں لڑکیوں کے بیاہ کے موقعوں پر ادا ہونے والی خوبصورت رسموں میں ایک رسم لڑکی کا مایوں بیٹھنا بھی ہوتا ہے۔ اس رسم کا رواج دیہاتوں کے ساتھ ساتھ شہروں میں بھی موجود ہے۔ مایوں کی رسم ادا ہو جانے کے بعد لڑکی کا گھر سے نکلنا بند ہوتا تھا:

> ”ہو کو لوٹی! کڑی جے کر مایوں بیٹھتی تو مہینہ بھر کسی کی نظر نہ پڑتی۔ دن بھر پیشاب کبھی روکے رکھتی۔ باہر نکلتی بھی تو جب سارا گراں سوجاتا تو سہیلیوں کے جھرمٹ میں یا بڑی سی چادر میں منہ سر پر لپیٹے نکلتی۔ گرمیوں میں بھی صحن میں نہ سوتی کہ کہیں تیل ہلدی کی خوشبو سے کوئی جن پریت مست نہ ہو جائے۔“(8)

گاؤں میں جب انگلینڈ کی کمائی داخل ہوئی تو یہ دولت لوگوں میں پیار و محبت، رشتوں کے خالص پن اور یہاں کے رسم رواج کو بھی کھاگئی۔ یہ تبدیلی صرف گراں میں ہی نہیں آئی تھی بلکہ ہر گاؤں میں آئی تھی۔ نوجوانوں نے بیرون ملک جاکر کمانا شروع کیا اور گاؤں کے نقشے بدلنے لگے۔ اس اجتمائی تبدیلی کو طاہرہ اقبال نے اپنے ناول میں بڑی خوبی سے بیان ہے کہ: کیسے بیرون ملک رہنے والے بیٹوں کی کمائیوں سے گاؤں کے مکانوں کی تعمیر کا نقشہ بدلنے لگا۔ غسل خانوں میں فلش لگ گئے، نلکوں کی جگہ پانی کی ٹونٹیاں استعمال ہونے لگیں۔ گاؤں میں موٹر سے چلنے والا کنواں لگ گیا۔۔۔۔ عورتیں ڈھوئے لے کر آتیں۔ بدلے میں محمد جان نے ولائتی سوٹ جھولیوں میں ڈال دیتیں۔"(9)

طاہرہ اقبال نے اپنے ناول "گراں" میں دیہات کے پس منظر میں وہاں کے رسم ورواج، موسم، فصلوں کا حال، شادی بیاہ اور خوشی غمی میں دیہی کیفیات اور گاؤں میں آنے والی ترقیاتی تبدیلیوں سے بدلتے حالات کی منظر کشی خوبصورت انداز میں کی ہے۔ قاری ناول کو پڑھتے ہوئے خود کو دیہی معاشرت میں سانس لیتا محسوس کرتا ہے۔ وہ خود کو اس معاشرت کا ایک حصہ سمجھتا ہے۔ مجموعی طور پر طاہرہ اقبال نے اس ناول میں دیہی زندگی اور اس کے بدلتے ہوئے تناظر کو اپنے ناول کا موضوع بنا کر کامیابی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

"ہڑپا"

یوں تو پنجاب کے دیہات اپنی تاریخ اور تہذیب و معاشرت کے ساتھ اردو ناولوں میں کئی حوالوں سے پیش کیے جا چکے ہیں۔ لیکن جس طرح سے طاہرہ اقبال نے اپنے ناول ہڑپا میں فراموش قوموں، تاریخ کی مٹی میں دفن قبیلوں، ادب میں کبھی نہ توجہ پا سکنے والے انسانوں، ماضی کی نسلوں، ان کی زبان اور بولی کے ساتھ ان کی رسمیں اور یہاں کے رواجوں کو تاریخی حوالے سے دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایسی کوشش شاید ہی کسی نے کے ہاں ملتی ہو۔ نیلی بار اور گراں" کے بعد ان کا تیسرا ناول ہڑپا 2023ء میں بک کارنر جہلم سے شائع ہوا۔ نیلی بار اور ہڑپا کی سر زمین طاہرہ اقبال کی شناخت کے بنیادی حوالے ہیں جاگیر دارانہ ماحول کا حصہ ہونے کے باوجود طاہرہ اقبال اس حنوط شدہ جاگیر داری نظام سے جنم لیتی انسانی بے توقیری کو ہدف تنقید بناتی ہیں۔ طاہرہ اقبال نے اپنے ناول "ہڑپا" کے حوالے سے بھی دیہاتی کلچر کی تصویریں بڑی خوبصورتی سے کھینچی ہیں۔ اس ناول میں انہوں نے بہت خوبصورتی سے دیہات نگاری کی ہے۔ اور دیہی زندگی کے رسم ورواج، طرزِ زندگی، لوگوں کا رہن سہن طور طریقوں کو کھول کر بیان کیا ہے۔ طاہرہ اقبال کے متعلق ڈاکٹر شاہ محمد مری کی رائے کا خلاصہ یوں ہے:

"طاہرہ پنجاب کے دیہات کی قصہ خواں ہے۔ ان کے لیے دیہات کہانی کے ٹیک سنگھ کا ٹوبہ ہے۔ ایسی کہانیاں جو سچی اور کھری ہیں اور حقیقت پر مبنی کہانیاں ہیں۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کے وہ اپنے ناولوں میں خالص دیہاتی زبان کے الفاظ اور ایسی سچی دعائیں اور گالیاں بیان کرتی ہیں کہ جو خالصتاً دیہات کے لوگوں کے استعمال کرتے ہیں۔"(10)

مٹی کے گھر بنانا اور اور پھر ان کو توڑنا گاؤں کے بچوں کا پسندیدہ کھیل ہوتا ہے۔ بچپن میں تقریباً گاؤں کا ہر بچہ مٹی کا گھر، برتن، کھلونے اور کھیت وغیرہ بناتا ہے۔ بستی کے بچوں کے کھیل کو طاہرہ اقبال نے بڑی خوبصورتی اور باریکی کے ساتھ اپنے ناول میں بیان کیا ہے: بستی کے بچے ہر روز گھروندے بناتے اور پھوڑتے تھے صبح سے شام ہو جاتی۔ لڑکے کھوپڑے سے مٹی کھودتے اور لڑکیاں پانی لا کر دیتیں، ایسے پورا گھر بنا لیتے۔ اس گھر کو گاؤں کے باقی گھروں کی طرح کے لوازمات سے سجایا جاتا۔ ان میں جانور ہوتے، خوبصورت کھیت بناتے اور ان میں فصلیں لگائی جاتیں اور جب سب کچھ بن جاتا تو پھر بچوں میں ان گھروں کے قبضے پر لڑائیاں چھڑ جاتیں اور سب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا۔(11)

گاؤں کی عورتیں کس طرح گھروں میں ہی اپنی آرائش و زیبائش اور ہار سنگھار کا بندوبست کرتی ہیں۔ وہ اس کام میں بہت ماہر ہوتی ہیں۔ اس مہارت کی مثال ہمیں اس ناول میں "بالی" کے کردار کی صورت میں دیکھنے کو ملتی ہے:

"بالی کی کوٹھری کا دروازہ کھلا تھا اور وہ سرسوں کے تیل میں کپڑے کی واٹ بھگو کر ذرا ذرا دھتکار رہی تھی۔ واٹ کی چکنی گرم راکھ مٹی کے دیے میں قطرہ قطرہ ٹپکتی تھی اور تارکول سا کاجل تیار ہو رہا تھا۔ چناں نے لکڑی کا سُرمچو اس سیاہ چمکدار

چکنی راکھ میں بھگو کر آنکھ میں پھیرا۔ گرم کا جل نے ڈیلا جلا کر رکھ دیا۔۔۔۔ چنی چقندر کا رس ہونٹوں پر مل کر سوں سوں کرتی بالی کے شیشے میں خود کو دیکھنے لگی۔"(12)

اکثر دیہاتوں میں عورتوں کو ان کے مردوں کے پیشوں کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً کمہارن / کماری، موچن، جولاہی وغیرہ۔ مروج ناموں کی شناخت کے لیے پیشہ یا رشتہ ضروری ہے۔ عورتوں کو ان کے مردوں کے پیشے کے نام کے ساتھ پکارا جانا دیہی معاشرت کی پہچان ہے: بالی کمہارن، بالی تجارن، بالی ماچھن، موچن بالی کی پکار پر ان میں سے کوئی بھی نکل کر باہر آسکتی تھی۔۔۔۔ گاؤں کی عورتوں کے مرد یہ سب کام کرتے تھے۔ مردوں کے پیشے ان کی گھر والیوں کو بھی اُدھار مل جاتے اور وہ ان پیشوں کے ناموں سے پکاری جاتی تھیں۔(13)

اسی طرح دیہاتوں میں ادھیارے کے جانور پالنے کا رواج بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ یعنی جانور کا مالک اسے کم عمری میں جتنی قیمت پر خریدتا ہے۔ وہ قیمت پہلے الگ کر لی جاتی ہے۔ اور باقی ماندہ رقم کو آدھا آدھا دو حصوں میں بانٹ لیا جاتا ہے۔ چنی کی ماں بھاگاں محتاج اپنا سال بھر کا راشن انہیں ادھیارے کے جانور پال کر پورا کرتی تھی:

"ادھیارے پر لی ہوئی کو بکری بکتی تو اندھی بھاگاں چناں کی انگلی پکڑ کر بڑی بی بی جی کے پاس اپنا حصہ لینے آتی۔ برآمدے کی سب سے نچلی سیڑھی پر کالی دھوتی سمیٹ کر اکڑوں بیٹھ جاتی۔"(14)

دیہاتوں میں پنچایت (پانچ آدمیوں پر مشتمل جماعت) کا نظام کسی نہ کسی صورت موجود رہا ہے۔ پنچایت کے بڑے پنچ کو سرپنچ کہتے ہیں۔ دیہاتی اپنے چھوٹے بڑے مسئلے اسی پنچایت میں حل کے لیے جاتے ہیں۔ گاؤں کے سماجی مسائل اور فیصلوں کے لیے پنچایت کو مرکزی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ پنچایت گاؤں کے سرکردہ زمین داروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں لڑائی جھگڑوں اور قتل و غارت کے فیصلے بھی ہوتے ہیں اور عزتیں محفوظ بھی ہوتی ہیں اور برباد بھی ہوتی ہیں۔ گاؤں میں پنچایت کو عدالتی حیثیت حاصل ہے۔ یہ پنچایتیں زیادہ تر بااثر افراد کو زیادہ فائدہ دیتی ہے۔ غریبوں کی یہاں شنوائی کم ہوتی ہے:

"چنی کے مدعے کے لیے جو پنچایت ملک صاحب نے بلائی تھی۔ اس میں ملنگوں قلندروں کی نمائندگی امام مسجد نے کی تھی ۔۔۔ کسی انصاف کی پنچایت میں ان سے جوابدہی کرنے والا خود خاکستر ہو سکتا۔۔۔۔"(15)

مردوں کی پنچائتوں کے علاوہ اکثر دیہاتوں میں عورتوں کی الگ پنچایت ہوتی ہیں۔ جس میں وہ گھریلو معاملات کو سلجھایا جاتا ہے۔ بعض دیہاتی علاقوں میں تو ایمرجنسی کی صورت میں فوری طبی امداد کی بھی کوئی سہولت موجود نہیں ہوتی۔ اس لیے لوگ حادثوں میں اپنی قیمتی جانیں گنوا بیٹھتے ہیں کیونکہ وہ وقت پر ہسپتال نہیں پہنچ پاتے۔

طاہرہ اقبال ایک ذہین اور دردمند تخلیق کار خاتون ہیں اس لیے دیہی خواتین کے مسائل اور مشکلات کو نہایت دردمندی سے پیش کرتی ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ گاؤں میں عورت کا کردار بہت کمزور ہوتا ہے۔ دیہاتوں میں عورتوں کا جائیداد میں حصے کے تصور بھی نہیں کیا جاتا۔ خاندان میں اس کے بھائی اس کا حق کھانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے ان کا ماننا ہے کہ: جائیداد میں لڑکیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی شادیوں پر ان کو

جو جہیز دیا جاتا ہے، براتیوں کے لیے جو کھانا تیار ہوتا ہے اور رخصتی کے وقت ان کو جو زیور پہنایا جاتا ہے۔ جائیداد میں سے وہی ان کا حصہ ہوتا اس کے علاوہ زمین کے مربعوں پر صرف ان بیٹوں کا حق ہوتا ہے جس کو وہ کسی صورت بیٹیوں کو نہیں دینا چاہتے۔(16)

نیلی بار، گراں اور ہڑپا میں طاہرہ اقبال نے دیہی تہذیب و معاشرت کو کامیابی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ وہ پنجاب کی تہذیب و ثقافت کو اپنے ناولوں کا موضوع بناتی ہیں۔ ان ناولوں میں ایک مخصوص خطے کے سماجی اور تہذیبی و ثقافتی عناصر کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس خطے کے رسم و رواج، وہاں کی زبان، لباس، ہنر، مذہب اور ان کے کھانے وغیرہ کو انتہائی دلچسپ انداز میں پیش کیا ہے۔ طاہرہ اقبال نے پنجابی تہذیب اور دیہاتی کلچر کے تمام رنگوں کو خوبصورتی سے قلم بند کیا ہے۔ وہ جاگیر داری نظام پر بھی قلم اٹھاتی ہیں اور اپنے ناولوں میں اس نظام پر نشتر زنی کرتی ہیں۔ طاہرہ اقبال دیہی سماج کی سچی کھری اور حقیقی کہانیاں بیان کرتی ہیں۔ ان کی کہانیوں کی یہ سچائی ہی اردو ناول نگاری میں ان کی کامیابی کا راز ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، ریخت، (فلیپ)، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2010
2۔ طاہرہ اقبال، نیلی بار، بک کارنر، جہلم، 2022، ص:12
3۔ ایضاً، ص15
4۔ ایضاً، ص:21
5۔ ایضاً، ص:14
6۔ ایضاً، ص:33
7۔ ایضاً، ص:36
8۔ ایضاً، ص:93
9۔ ایضاً، ص:68
10۔ طاہرہ اقبال، ہڑپا، بک کارنر، جہلم، 2023، ص:17
11۔ ایضاً، ص:43
12۔ ایضاً، ص:46
13۔ ایضاً، ص:64-65
14۔ ایضاً، ص:79
15۔ ایضاً، ص:198
16۔ ایضاً، ص:239

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Wazīr Aghā, Dr.: *Rekht* (Flap), Dost Publications, Islamabad, 2010.
2. Ṭāhira Iqbāl: *Neelī Bār*, Book Corner, Jhelum, 2022, p. 12.
3. Ibid, p. 15.
4. Ibid, p. 21.
5. Ibid, p. 14.
6. Ibid, p. 33.
7. Ibid, p. 36.
8. Ibid, p. 93.
9. Ibid, p. 68.
10. Ṭāhira Iqbāl: *Harappa*, Book Corner, Jhelum, 2023, p. 17.
11. Ibid, p. 43.
12. Ibid, p. 46.
13. Ibid, p. 64-65.
14. Ibid, p. 79.
15. Ibid, p. 198.
16. Ibid, p. 239.